اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھُوَ النَّاصِرُ

امۃ الودود

میری بچی

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

امۃ الودود حضرت امیر المومنین کے گوشۂ دل میں

سب ہی مرتے چلے آئے ہیں۔ کچھ مر رہے ہیں۔ کچھ مر جائیں گے۔ اور پیدا ہوں گے پھر وہ بھی مریں گے۔ اگلی نسلیں نئے جذبات لے کر آئیں گی۔ ہمارے فانی جذبات ہمارے ساتھ ختم ہو جائیں گے۔ جو موتیں آج ہمارا دل زخمی کرتی ہیں۔ وہ ان کا ذکر ہنس ہنس کر کریں گے۔ جن موتوں سے وہ ڈر رہے ہوں گے۔ ان کا خیال کر کے ہمارے دل میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ باوجود ہماری نسلوں میں سے ہونے کے زمانہ کے بعد کی وجہ سے ہم انہیں نہیں جانتے۔ اور وہ ہم میں سے کئی کو نہ جانیں گے۔ مثلاً اگر خدا تعالیٰ نے میری نسل کو قائم رکھا۔ تو چھٹی ساتویں پشت کے کتنے بچے ہوں گے۔ جو اپنی بڑی پھوپھی امۃ الودود کے نام سے بھی واقف ہوں گے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ چھٹی ساتویں نسل کے بچے میری اپنی نسل سے ہوں گے۔ ان کے غموں اور دکھوں کا احساس مجھے آج کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور ان کی خوشیوں میں میں کس طرح حصہ لے سکتا ہوں۔ مگر امۃ الودود جسے ہم پیار سے دودی کہا کرتے تھے۔ جو کل ہم سے جدا ہوئی۔ گو میری بھتیجی تھی۔ مگر ان میری آئندہ نسلوں کے غم اس کے غم کو کہاں پہونچ سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہی قانون ہے۔ کہ زمانہ رشتہ اور تعلق یہ تین چیزیں مل کر دلوں میں محبت کے جذبات پیدا کیا کرتی ہیں۔ پھر اگر ان میں سے کوئی ایک چیز زور پکڑ جائے۔ تو وہ دوسری چیزوں کو دبا دیتی ہے۔ اور جب تینوں جمع ہو جائیں۔ تو جذبات بھی شدید ہو جاتے ہیں۔ **دودی** میری بھتیجی تو تھی۔ مگر زمانہ کے قرب اور تعلق نے اسے میرے دل کے خاص گوشوں میں جگہ دے رکھی تھی۔ بعد کی نسلیں تو الگ رہیں۔ میرے اپنے بچوں میں سے کم ہی ہیں۔ جو مجھے اس کے برابر پیارے تھے؛

امۃ الودود کی سہیلی

یہ میری چھوٹی بھانجی بچی مجھے بچپن سے ہی بہت پیاری تھی۔ اس کی اور ایک میری بھانجی ہے زکیہ۔ ان دونوں کی شکلیں مجھے بہت اچھی لگتی تھیں۔ جب عید وغیرہ کے موقعہ پر سب بچے امّاں جان کے گھر میں جمع ہوتے تھے۔ تو میں ان دونوں کو خاص طور پر پیار کیا کرتا تھا۔ اور یہ دونوں دوسروں پر تفخر کا اظہار کیا کرتی تھیں۔ ایک کہتی۔ ماموں جان مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور دوسری کہتی۔ چچا ابا مجھے زیادہ چاہتے ہیں۔ پھر جب یہ بچیاں بڑی ہوئیں۔ تو امۃ الودود کی علمی لیاقت نے میری توجہ کو اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ اسی دوران میں اس کی دوسری سہیلی "چھوٹی آپا" یعنی مریم صدیقہ کی میرے ساتھ شادی ہو گئی۔ یہ دونوں ایک ہی سال اور ایک ہی مہینہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ اکٹھی پڑھتی رہیں۔ ایف۔اے اکٹھا پاس کیا۔ اور نمبر بھی ایک ہی جتنے تھے۔ پھر بی۔اے کا امتحان دیا۔ اور دونوں فیل ہوئیں۔ پھر دوبارہ بی۔اے کا امتحان دیا۔ اور پھر دونوں فیل ہوئیں۔ اس سال پھر دونوں نے بی۔اے کا امتحان دیا۔ اور دونوں پاس ہو گئیں۔ اس شادی کے بعد چونکہ دونوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق تھا۔ امۃ الودود کی بھی مجھ سے بے تکلفی بڑھ گئی۔ اور مجھے اس کے اخلاق کے دیکھنے کا زیادہ موقعہ ملا؛

امۃ الودود کے متعلق خواہش

اس وقت میرے دل میں یہ خواہش زور سے پیدا ہوئی کہ **امۃ الودود کی شادی میرے** بچوں میں سے کسی کے ساتھ ہو جائے مگر جوان بچوں کے ارادے پہلے سے دوسری جگہ ہو چکے تھے۔ اس لئے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ احسان ۱۳۱۹ہش سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ساڑھے آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت بوجہ اعصابی کمزوری ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سردرد اور ضعف کی شکایت ہے دعائے صحت کی جائے۔

حرم ثانی حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو کل پھر دورہ ہوگیا۔ آج ضعف کی وجہ سے طبیعت زیادہ علیل ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا جاری رکھیں۔

حرم رابع حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو کل ۱۰۰.۵ تک بخار ہوگیا تھا۔ مگر آج نسبتاً کمی ہے۔ نیز درد شکم کی بھی شکائت ہے دعائے صحت کی جائے۔

حاجی احمدالدین صاحب محلہ ناصرآباد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے بعمر یکصد سال فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم

اور جب لڑکے راضی نہ تھے تو درخواست دینا بے معنی امر تھا۔ اس عرصہ میں اس کے بعض رشتے آئے۔ جنہیں پسند نہ کیا گیا۔ سب سے آخر میں جس رشتہ کو ردّ کیا گیا۔ وُہ گھر کا ہی تھا۔ کوئی پانچ ماہ کا عرصہ ہوا۔ اس کے ذکر کے سلسلہ میں میری ہمشیرہ نے ذکر کیا۔ کہ دودی کے نانا کہتے تھے۔ کہ میں گھر کے رشتہ کو پسند کرتا ہوں۔ اگر بڑے لڑکوں کی شادیاں ہو چکی ہیں تو عمر میں چھوٹے ہی سے سہی۔ یہ فقرہ سنتے ہی میری دیرینہ خواہش پھر عود کر آئی۔ اور میں نے ہمشیرہ سے کہا کہ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر میری بھی خواہش ہے۔ عزیزم خلیل احمد گو چھ سال عمر میں چھوٹا ہے۔ مگر رشتہ داروں میں ایسے رشتے بہت ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ فرق پر بھی ہو جاتے ہیں۔

میری ایک بچی نے یہ سنا تو مجھ سے کہنے لگی کہ عمر کے اتنے فرق پر یہ رشتہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضؓ سے شادی کی۔ تو وُہ آپ سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ بچی ہی تو تھی۔ اس نے آگے سے جواب دیا۔ کجا خلیل اور کجا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ میں نے بھی جواب میں کہا کہ کجا امۃ الودود اور کجا خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ مگر یہ بات اپنے ہی گھر تک رہی۔

امۃ الودود کے اخلاق کا مطالعہ

میں نے چاہا کہ میں لڑکی کے اخلاق کا مطالعہ گہرے طور پر کروں۔ ماں کی طرف سے اس کا رشتہ کوٹلہ کے نوابوں سے جڑتا ہے۔ ایسا نہ ہو اس میں کوئی رگ امارت کی ہو۔ جو بعد میں باعث تکلیف ہو۔ چنانچہ اسی غرض سے میں زور دے کر اسے اور عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کو جو اس کے بھائی اور میرے بھتیجے اور داماد ہیں۔ اپنے ساتھ کراچی لے گیا۔ وہاں میں نے اسے ہر رنگ میں آزمایا۔ ایک دوسرے کے جھوٹے پانی پلائے۔ زمین پر بٹھا کر کھانا کھلایا۔ گھر کی صفائی کے کام میں شامل کیا۔ غرض کئی مواقع پر ایسے کام کرائے۔ جو عام طور پر امیر خاندانوں میں بُرے سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس نے نہایت سادگی سے سب ہی کاموں کو خوشی سے کیا۔ اور میں نے محسوس کیا۔ کہ اس کا دل غریب ہے۔ اور عادات فقیرانہ ہیں۔ یہ اس کا پہلا ہی سفر میرے ساتھ تھا۔ بلکہ ساری عمر میں اسے سیر کا یہ پہلا ہی موقعہ ملا تھا۔ مگر اس نے اس بے تکلفی سے وہ دن گزارے۔ کہ وہ کبھی میرے لئے بوجھ محسوس نہ ہوئی۔ اور میں نے دل میں فیصلہ کر لیا۔ کہ اس کے والدین مانیں یا نہ مانیں۔ میں عزیزم خلیل احمد سلمہ اللہ کی طرف سے ضرور درخواست دیدونگا اس عرصہ میں مَیں نے خود بھی استخارہ کیا۔ اور بعض دوسروں سے بھی کرایا۔

امۃ الودود کے متعلق خواہش کی تکمیل کے لئے کوشش

چونکہ اسے تھوڑے دنوں کی اجازت تھی۔ وہ تو چند دن پہلے اپنے بھائی کے ساتھ کراچی سے آگئی۔ اور ہم چند دن بعد وہاں سے واپس آگئے۔ واپسی پر میں نے حضرت ام المومنین سے اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ انہوں نے جو روکیں ہو سکتی ہیں ان کا ذکر کیا۔ اور خطرہ ظاہر کیا۔ کہ کہیں انکار کی صورت میں آپس میں بدمزگی پیدا نہ ہو۔ میں نے انہیں تسلی دلائی۔ کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اگر بچی کے ماں باپ کو رشتہ ناپسند ہوا۔ تو میں ہرگز بُرا نہ مناؤں گا۔ اصل غرض تو لڑکی کا آرام ہے۔ اگر اس کی راحت کسی اور رشتہ میں ہو تو مجھے بھی وہی منظور ہوگا۔ اس پر انہوں نے اجازت دے دی مگر اس عرصہ میں بعض اور رشتے زیر غور تھے۔ میں نے مناسب نہ سمجھا۔ کہ ان کی موجودگی میں اپنے لڑکے کی طرف سے درخواست دوں۔ مگر میں نے سنا کہ لڑکی نے ان رشتوں کو پسند نہ کیا اور آخر مناسب انتظار کے بعد پرسوں بدھ کی شام کو عصر کے بعد میں نے ایک لمبا خط عزیزم میاں شریف احمد صاحب کے نام لکھا کہ گو میرے لڑکے میں نقص ہیں۔ عمر اس کی کم ہے تعلیم اس کی کم ہے۔ مگر پھر بھی میں اس کی طرف سے درخواست پیش کرتا ہوں۔ ہاں اگر آپ کو ناپسند ہو تو مجھے کوئی گلہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اپنے لڑکے کے نقائص خود مجھے معلوم ہیں۔ مَیں نے چاہا۔ کہ خط کی نقل رکھ لوں۔ اور چونکہ معاملہ پرائیویٹ تھا۔ میں نے تجویز کیا۔ کہ اپنی چھوٹی بیوی مریم صدیقہ بیگم سے اس کی نقل کراؤں۔ تاکہ کسی غیر کو اس کے مضمون پر اطلاع نہ ہو۔ وہ اس دن اپنے ابا کے ہاں گئی ہوئی تھیں۔ شام کو واپس آئیں۔ اور میں دس بجے ریڈیو سے خبریں سنکر اندر گیا۔ اور ان کو جگا کر کہا کہ صبح ہی یہ خط نقل کر دو۔ تاکہ میں بھجوا دوں۔ اور ان سے کہہ کر ام وسیم کے ہاں آیا۔ جہاں میری باری تھی۔ اور کھانا کھایا۔ اور تھوڑی دیر مطالعہ کر کے لیٹ گیا۔ کوئی ساڑھے گیارہ بارہ کا وقت ہوگا۔ کہ جب میں لیٹا تھا۔

امۃ الودود کی بیماری کی اطلاع

کوئی دو بجے کا وقت تھا۔ کہ میری بیوی نے مجھے جگایا۔ اور یہ فقرہ میرے کان میں پڑا۔ کہ میاں شریف احمد صاحب کی طرف سے اماں جان کے پاس آدمی آیا ہے۔ کہ امۃ الودود کو درد کا دورہ ہوا ہے۔ اور وُہ بے ہوش ہو گئی ہے ڈاکٹر جمع ہیں۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ اس کا آخری وقت ہے۔ مونہہ دیکھنا ہے تو آکر دیکھ لیں۔ حضرت ام المومنین لاہور تھیں۔ میں گھبرا کر اٹھا۔ اور گو بوجہ بیماری چلنا پھرنا منع تھا۔ مگر ایسے وقت میں بیماری کا خیال کیسے رہ سکتا ہے میں انا للہ پڑھتا ہوا اٹھا۔ اور چونکہ موٹر کوئی موجود نہ تھا۔ ٹانگہ کے لئے آدمی دوڑایا۔ مریم صدیقہ کو جگایا۔ مریم ام طاہر کو اطلاع دی۔ عزیزہ ناصرہ بیگم اپنی بیٹی کو جو امۃ الودود کی بھاوج ہے۔ اور دو دن کے لئے ہمارے گھر آئی ہوئی تھی جگایا۔ اور ٹانگہ میں بیٹھ کر میں ناصرہ سلمہا اللہ تعالےٰ ام وسیم اور مریم صدیقہ عزیزم میاں شریف احمد صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ میں اب تک کی رپورٹ سے یہی سمجھ رہا تھا۔ کہ اپینڈی سائیٹس کا دورہ ہوا ہوگا۔ یا کبھی خیال آتا تھا۔ کہ جوان لڑکیوں کو بعض دفعہ ایام میں ٹھنڈے پانی کے استعمال سے کچھ رُک پیدا ہو کر شدید درد ہو جاتی ہے۔ شائد ایسی ہی کوئی تکلیف ہو۔ میں نے احتیاطاً اپنی ہومیوپیتھک دواؤں کا بکس بھی ساتھ لے لیا۔

بیماری کی کیفیت

لیکن جب وہاں پہونچے تو کمرے میں امۃ الودود لیٹی ہوئی تھی۔ اور لمبے سانس جن میں بلغم کی خرخراہٹ شامل تھی لے رہی تھی۔ وُہ بالکل بے ہوش تھی۔ اور آج اس کے چچا ابا کی آمد اس کے لئے بالکل کوئی معنی نہ رکھتی تھی۔ باہر ڈاکٹر تھے۔

میں نے ان سے دریافت کیا - تو معلوم ہؤا - کہ درد کی رپورٹ غلط تھی - اس کے دماغ کی رگ سوتے سوتے پھٹ گئی ہے - اور طبّی معلومات کے رُو سے اس کے بچنے کی کوئی صُورت نہیں - جب حالات دریافت کئے - تو معلوم ہؤا - کہ رات کو بارہ بجے کے قریب لیٹیں - اور تھوڑی دیر بعد کراہنے کی آواز آئی - اس کے ابا میاں شریف احمد صاحب نے اس کی آواز سُنی - اور اس کے پاس آئے - اور دیکھا - کہ بے ہوش ہے - اور تشنج کے دَورے پڑ رہے ہیں - وُہ اس کی چارپائی برآمدے میں لائے - اس وقت اس نے قے کی - اور قے کے بعد اس قدر لفظ کہے - کہ میرا سر پھٹا جاتا ہے - سر پکڑو - اور خود ہاتھ اُٹھاکر سر پکڑ لیا - بس یہی اس کی ہوش تھی - اور یہی اس کے آخری الفاظ - فوراً ڈاکٹروں کو بُلوایا گیا - اور انہوں نے جو کچھ وُہ کرسکتے تھے - کیا - مگر ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے شروع سے ہی کہہ دیا تھا - کہ یہ موت کا وقت ہے - اس بیماری کا کوئی علاج نہیں میرے سامنے لمبر پنکچر کیا گیا - تاکہ تشخیص مکمل ہوجائے - چنانچہ لمبر پنکچر سے بجائے پانی کے خون نکلا جس سے یہ امر یقینی طور پر معلوم ہوگیا - کہ سر کی رگ پھٹ کر دماغ کو خون نے ڈھانک لیا ہے ۔

وفات

چند منٹ کے بعد سانس رُکنے لگا - اور میرے آنے کے نصف گھنٹہ بعد یہ بچی ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہوگئی - انا للّٰہ وانا الیہ راجعون - میرا رشتہ کی تحریک کا خط لکھا ہؤا میرے سرہانے پڑا رہا - اور امۃ الوُدود اپنے رب کی طرف سدھار گئی - فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔

دوسرا صدمہ

ایسی لائق اور نیک اور شریف بچی کی جدائی کا صدمہ اس کے ماں باپ کو تو ہونا لازمی ہے - جس حد تک شریعت اجازت دیتی ہے - اور جس حد تک انسانی فطرت کی بناوٹ غم کو بے جانے میں مدد دیتی ہے - اس حد تک انہیں صدمہ ہؤا ہی ہوگا - لیکن گو میں نے شادی کی درخواست دی نہ تھی - اور نہ معلوم بچی کے ماں باپ مانتے - یا نہ مانتے - جن سے میں نے مشورہ لیا - ان کا خیال تھا - کہ نوّے فیصدی انکار ہی سمجھنا چاہیئے - مگر انسان کی خواہش اسے ناممکنات بھی ممکنات کی شکل میں دکھاتی ہے - میں تو اپنے ارادہ کے ساتھ ہی مرحومہ کو اپنی بہو سمجھنے لگ گیا تھا - اور خیال کرتا تھا - کہ امۃ الحی کی نسل کو اب اللہ تعالےٰ چاہے - تو امۃ الودود چلائے گی - اس لئے جہاں اس بچی کے ماں باپ اپنے دل کو یہ کہہ کر صبر دلاتے ہوں گے - کہ ایک دن تو اس لڑکی نے ہمارے گھر سے جانا ہی تھا - وہاں میرے دل کی تکلیف اور ہی رنگ رکھتی ہے - بہوئیں اگر نیک ہوں - بیٹیوں سے کم پیاری نہیں ہوتیں - اور اگر وُہ اپنی ہی عزیز ہوں - اور طبیعت کی نیک - تو چونکہ انسان کو بڑھاپے میں لڑکیوں سے زیادہ بہوؤں سے واسطہ پڑتا ہے - اور وُہی اس کی راحت کا موجب ہوتی ہیں ان کا وجُود اور بھی زیادہ قیمتی ہو جاتا ہے ۔

میں کئی دفعہ سوچا کرتا ہُوں - کہ انسان جب بوڑھا ہوجاتا ہے - تو اس کی لڑکیاں دوسروں کے لڑکوں کے گھروں میں چلی جاتی ہیں - اور اس کے لڑکے دوسروں کی لڑکیوں کو لے کر الگ ہوجاتے ہیں - اور وُہ اس وقت جبکہ وُہ سب سے زیادہ خدمت اور دلجمعی کا محتاج ہوتا ہے - اکیلا رہ جاتا ہے - پھر جبکہ لڑکے اپنی شادیوں میں آزاد ہیں - ضروری نہیں - کہ ان کی بیویاں اُن کے ماں باپ کے لئے راحت کا موجب ہوں - خلیل چونکہ بے ماں کا بچہ ہے - میری خواہش تھی - کہ اس کے لئے میں ایسی بیوی تلاش کروں جسے بالکل الگ رہنے کی خواہش نہ ہو - اور ہو بھی میری عزیزہ - تاکہ اس کی خوشی کا خیال رکھنے پر میں اور دوسرے اہلِ خانہ دونوں طرح مجبور ہوں اس کے بہو ہونے کے لحاظ سے بھی - اور اس کے رشتہ دار ہونے کے لحاظ سے بھی ۔

یہ بات تو اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ مرحومہ کا رشتہ ہوتا - یا نہ ہوتا - یا اس کا عمل کیسا ہوتا - لیکن میں نے اس کی طبیعت کا مطالعہ کرکے یہ محسُوس کرلیا تھا - کہ اگر وُہ ہمارے گھر میں آئی - تو اپنی طبیعت کے لحاظ سے ایسے امُور میں وُہی راہ اختیار کرے گی - جو میری خوشی کا موجب ہو ۔

تکبّر نہیں حیا و انکسار

تعجّب ہے - اس بچی کو ہمارے گھر کی سب لڑکیاں متکبّر کہا کرتی تھیں - اور غالباً اسی اثر کے ماتحت اس کا رشتہ میرے بڑے لڑکوں میں سے کسی سے نہ ہوسکا - مگر جب میں نے اس کے اخلاق کا گہرا مطالعہ کیا - تو میں نے دیکھا - کہ اس کا تکبّر اس کی حیاء تھی - ورنہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں - کہ اس کی طبیعت کا انکسار ہمارے خاندان کی اکثر لڑکیوں سے بڑھا ہؤا تھا - اور میں نے اس کا دل کینہ - اور بغض سے بالکل صاف پایا - لڑکیوں میں آپس میں رقابت ہوتی ہے - میری بچیوں میں بھی ہے - لیکن اس کا میں نے جہاں تک مطالعہ کیا - اس میں رقابت نام کو نہ تھی - اور اسے سب ہی بہنوں سے محبت تھی -

اس بارہ میں مجھے اس کا ایک خاص تجربہ ہؤا - اسے اپنی ایک بہن سے تکلیف پہونچی تھی - میں نے ایک دفعہ اس امر کا ذکر اس سے کیا - مجھے معلوم ہؤا - کہ اُسے پہلے سے اس واقعہ کا علم تھا - مگر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی - جب میں نے دیکھا - کہ اس کے دل میں اس بہن کی نسبت کوئی کدورت نہ تھی - خدا تعالےٰ اس کی رُوح پر رحم کرے ۔

پیدائشی صحت کی کمزوری

امۃ الوُدود کی پیدائش انفلوئنزا کے دنوں میں ہُوئی - ہمارے خاندان کی تین لڑکیاں انفلوئنزا کی یادگار ہیں امۃ الودود مرحومہ - مریم صدیقہ بیگم - اور امۃ الرشید میری لڑکی - تینوں ہی کی پیدائش کچھ کچھ دن وقت سے پہلے ہوئی - امۃ الودود مرحومہ کی بہت پہلے - اس نے صرف آٹھ ماہ اپنی والدہ کے پیٹ میں گزارے - کچھ اس وجہ سے - اور کچھ اس وجہ سے کہ بوجہ انفلوئنزا کی وبا کے دیر تک گھر کے لوگ بیمار رہے - اس کی صحت بہت خراب رہا کرتی تھی - اور کئی سال کی عمر تک تشنج کے دَورے ہوتے رہتے تھے - ذرہ سی بات پر رونے لگتی - اور رو رو کر دَورہ ہوجاتا - اور اکثر دفعہ موت کے قریب پہونچ جاتی - ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب مرحوم گوڑگانوی معالج ہؤا کرتے تھے - وُہ اس کے اس طرح موت کے قریب پہونچ کر اچھا ہوجانے کی وجہ سے اسے "مرمر جیونی" کے نام سے پکارا کرتے تھے ۔

امۃ الوُدود نام کس طرح قرار پایا

میں نے اس کا نام امۃ الودود رکھا تھا - اس کی اماں کو کوئی اور چھوٹا سا نام پسند تھا - انہی دنوں کا لطیفہ ہے کہ وُہ اسے اپنے پسندیدہ نام سے بلایا کرتی تھیں - کہ اسے دَورہ ہؤا - اور موت کے قریب پہونچ گئی - اس پر انہوں نے کہا - چلو - امۃ الوُدود ہی نام سہی - یہ کِسی طرح بچ جائے - وُہ اچھی ہوگئی - تو کچھ دنوں کے بعد انہیں اپنی بات بھول گئی - اور پھر انہوں نے وہی اپنے والا نام پکارنا شروع کیا - پھر اتفاق سے دَورہ ہؤا - اور پھر امۃ الودود ہی نام قرار پایا - مجھے بعضوں نے کہا - کہ جب ماں کی خواہش ہے - تو تم نام بدل ڈالو - میں نے کہا میں نام تو بدل دیتا - مگر بچی کے نام میں احمد کا نام آتا ہے - میں یہ نام نہیں بدل سکتا - آخر کئی دفعہ اسی طرح ہؤا - اور امۃ الودود نام کی فتح ہوئی - اور بچی کے دَورے بھی جاتے رہے ۔

میرے اپنے گھر کا بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہے۔ میرے ہاں ایک لڑکی ہوئی اور میں نے اس کا نام امۃ العزیز رکھا وہ بیمار ہوئی۔ اور مر گئی۔ پھر ایک اور لڑکی ہوئی۔ اور میں نے اس کا نام امۃ العزیز رکھا۔ میری بیوی نے کہا کہ پہلی کا نام امۃ العزیز تھا۔ اس کا کچھ اور رکھو۔ میں نے کہا نہیں میں یہی نام رکھوں گا تاکہ عورتوں میں یہ وسوسہ پیدا نہ ہو کہ اس لئے اب یہ نام نہیں رکھا کہ اس نام کی بچی مر گئی تھی۔ خدا کا کرنا یوں ہوا کہ وُہ بھی مر گئی۔ اس کے بعد منور احمد پیدا ہوا۔ اور پھر لڑکی پیدا ہوئی۔ اور میں نے اس کا نام پھر امۃ العزیز رکھا۔ اس کی والدہ نے بڑا ہی زور لگایا۔ کہ یہ نام نہ رکھو۔ لیکن میں نے نہ مانا۔ اور کہا کہ اگر لڑکی کے بعد لڑکی مرتی جائیگی۔ تب بھی میں امۃ العزیز ہی نام رکھتا جاؤنگا تاکہ خدا تعالےٰ کے نام پر کوئی حرف گیری نہ کر سکے۔ آخر وُہ لڑکی زندہ رہی۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے اب اس کا نکاح عزیزم مرزا حمید احمد سلمہ اللہ تعالےٰ سے ہوا ہے۔

بچپن کے بعد صحت اچھی ہو گئی

غرض اس بچی کی صحت بچپن میں بہت خراب رہتی تھی۔ اور تشنج کے دورے ہوتے تھے۔ پھر صحت اچھی ہو گئی۔ اور ابھی دو ماہ کی بات ہے میری چھوٹی بیوی اس کی "چھوٹی آپا" بیمار تھیں۔ وُہ خبر پوچھنے آئی۔ اس سے پہلے دن عزیزم ناصر احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تھا۔ وہیں صدیقہ بیگم کو بخار ہوا۔ اور ایک سو پانچ تک ہو گیا۔ امۃ الودود کہنے لگی۔ کہ میں نے سمجھا تھا غلطی لگی ہے ایک سو پانچ درجہ کے بخار میں یہ وہاں چلتی پھرتی کس طرح تھیں۔ میں نے کہا دودی تم کو کیوں تعجب ہوا۔ تمہارے گھر میں تو بخار کا اوسط درجہ ایک سو سات اور ایک سو نو کے درمیان ہوتا ہے۔ (مرحومہ کے بھائیوں کو بخار ایک سو سات یا اس سے زیادہ بھی ہو جاتا ہے۔) اس پر اس نے کہا کہ مجھے کیا معلوم مجھے تو نہ کبھی سر درد ہوتا ہے۔ اور نہ بخار۔ مجھے یہ سنتے ہی خیال آیا۔ کہ بعض اطباء نے لکھا ہے۔ کہ ایسی صحت بھی اچھی نہیں ہوتی۔ اور ایسے لوگوں کو بعض دفعہ یکدم بیماری کا حملہ ہوتا ہے۔ اور اس کے سامنے بھی میں نے اس خیال کا اظہار کیا۔ کسے معلوم تھا۔ کہ اطباء کا یہ خیال درست ہو یا غلط مگر اس بچی کے حق میں دو ماہ کے اندر پُورا ہو جائے گا۔

تعلیم کا شوق

صحت کی درستی کے بعد سے اسے تعلیم کا شوق پیدا ہوا۔ اور وُہ برابر تعلیم میں بڑھتی گئی۔ انٹرنس تک تو مجھے خیال رہا۔ کہ یوں ہی مدرسہ میں جاتی ہے۔ لیکن جب وُہ انٹرنس میں اچھے نمبروں پر پاس ہوئی۔ تو مجھے زیادہ توجہ ہوئی۔ اور جب وُہ ملتی میں اس سے اس کی تعلیم کے متعلق بات کرتا۔ پھر ایف۔ اے میں وُہ پاس ہوئی اور میں نے زور دیا۔ کہ صدیقہ بیگم اور امۃ الودود بی۔ اے کا امتحان دیں۔ اور دونوں نے تیاری شروع کر دی۔ مگر پہلی دفعہ کامیاب نہ ہوئیں۔ پھر دُوسری دفعہ پڑھائی کی۔ پھر بھی کامیاب نہ ہوئیں۔ میں نے اصرار کیا۔ کہ امتحان دیتے جاؤ چنانچہ اس دفعہ پھر تیاری کی۔ جب امتحان کے دن قریب آئے۔ عزیزہ کے منجھلے بھائی عزیزم مرزا ظفر احمد بیرسٹرایٹ لار اپنی شادی کے لئے قادیان آئے۔ امتحان کے دنوں میں شادی کی تاریخ تھی۔ انہوں نے کہا۔ کہ امتحان نہ دو۔ تم نے پاس تو ہونا نہیں گھر کے اور آدمیوں نے بھی کہا۔ اور اس نے امتحان دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے عزیزم میاں شریف احمد صاحب کو کہا۔ کہ یہ ٹھیک نہیں۔ مجھے اس دفعہ ان کے پاس ہونے کی امید ہے۔ اگر صدیقہ پاس ہو گئیں۔ تو امۃ الودود کے لئے اکیلا امتحان دینا مشکل ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے جا کر اسے امتحان کیلئے پھر تیار کر دیا۔ امتحان کے بعد کراچی سے واپس آکر ایک دن صدیقہ بیگم کو رقعہ لکھا۔ کہ چچا ابا سے کہہ دیں۔ کہ اگر آپ دُعا کریں تو میں پاس کیوں نہ ہو جاؤں۔ اب کے انہوں نے خود امتحان دلایا ہے۔ اگر میں پاس نہ ہوئی تو میں نہیں مانوں گی۔ کہ انہوں نے دُعا کی ہے۔ میں نے کہلا بھیجا۔ کہ میں دُعا کر رہا ہوں۔ اور اب کے مجھے یقین ہے۔ کہ تم دونوں پاس ہو جاؤ گی۔ اور خدا تعالےٰ نے دونوں کو پاس کر ہی دیا۔ پاس ہونے کے بعد دونوں سہیلیوں نے مبارکباد کا تبادلہ کیا۔ ہفتہ کی شام کو امۃ الودود صدیقہ کو مبارکباد دینے آئی۔ اور اتوار کی صبح کو صدیقہ اُسے مبارکباد دینے گئیں میں اس دن بہت بیمار تھا۔ وہ میرے پاس بیٹھ گئی۔ صدیقہ بیگم ساتھ تھیں۔ بعد میں اس کی چھوٹی بہن اور میری بڑی لڑکی اس کی بھاوج بھی آگئیں میں نے کہا دودی تم پاس نہیں ہوئیں میں پاس ہوا ہوں۔ کیونکہ تم تو امتحان کا ارادہ چھوڑ بیٹھی تھیں۔

مرحومہ کی ایک خاص خوبی

پھر میں نے کہا کہ پڑھائی کے دن تو اب ختم ہوئے۔ اب کام کا وقت آگیا۔ اب میں تم کو اور صدیقہ کو مضامین کے نوٹ لکھوایا کروں گا اور تم انگریزی میں مضمون تیار کر کے ریویو وغیرہ میں دیا کرو۔ کہنے لگی کہ میں نے تو کبھی مضمون لکھا نہیں چھوٹی آپا کو لکھوایا کریں۔ میں نے کہا تم دونوں ہی نے پہلے مضمون نہیں لکھے اب تم کو کام کرنا چاہیئے۔ کہنے لگی اچھا۔ یہ واقعہ میں نے اس لئے بیان کیا ہے۔ کہ مرحومہ میں یہ خوبی تھی۔ کہ باوجود شرمیلی طبیعت کے جب کوئی مفید کام اسے کہا جاتا۔ وُہ اس پر کاربند ہونے کے لئے تیار ہو جاتی۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر میں اپنی لڑکیوں سے کہتا۔ تو ان میں سے اکثر شرم کی وجہ سے انکار پر اصرار کرتیں۔ مگر اسے جب میں نے دہرا کر کہا۔ کہ اب تم کو اپنے علم سے دُنیا کو فائدہ پہونچانا چاہیئے تو باوجود ناتجربہ کاری اور حیاء کے اس نے میری بات کو منظور کر لیا۔

آخری بار کی ملاقات

تھوڑی دیر کے بعد ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالےٰ نے کہا کہ چھوٹی بچی دودھ کے لئے رو رہی ہوگی۔ میں نے جانا ہے اور ساتھ ہی امۃ الودود بھی اٹھی میری عادت رہی ہے۔ کہ امۃ القیوم اور امۃ الودود جب پاس سے اٹھا کرتیں تو میں کہا کرتا تھا۔ کہ میری بچی اللہ تمہارا حافظ ہو۔ اور پھر پیار کر کے رخصت کیا کرتا تھا۔ اس دن میں نے یہ الفاظ تو کہے۔ مگر اٹھ کر اسے پیار دے کر رخصت نہیں کیا۔ میں نے اس کے چہرہ پر کچھ ملال کے آثار دیکھے اور کہا میں آج بیمار ہوں اٹھ نہیں سکتا چوتھے دن اسی بیماری کی حالت میں مجھے اس کی بیماری کی وجہ سے جانا پڑا۔ اور میں نے جاتے ہی اس کے ماتھے کو چوما۔ مگر اب وُہ بے ہوش تھی اب اس کے چچا ابا کا پیار اس کے لئے خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اسی بیہوشی کی حالت میں وُہ فوت ہو گئی۔ ہاں وُہ بچی جس نے اپنی ساری عمر علم سیکھنے میں خرچ کر دی۔ اور باوجود شرمیلی طبیعت کے میرے کہنے پر اس پر آمادہ ہو گئی۔ کہ اپنی جنس کی بہتری کے لئے وُہ مضمون لکھا کرے گی۔ جہاں تک اس دُنیا کا تعلق ہے ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا منشاء کچھ اور تھا۔ وُہ اسے وہاں لے گیا۔ جہاں باتیں نہیں کی جاتیں جہاں کام کیا جاتا ہے۔ جہاں کوئی کسی انسان کی نصیحت کا محتاج نہیں۔ جہاں صرف اللہ ہی ہر ایک کا ہادی ہوتا ہے

امۃ الودود کو الوداع

امۃ الودود جب تم اس دنیا میں تھیں میں تمہاری عارضی رخصت پر نہایت محبت سے کہا کرتا تھا۔ جاؤ میری بچی تمہارا اللہ حافظ ہو۔ اب بھی تم دیر کے لئے ہم سے جدا ہو رہی ہو۔ اب تو اس سے بھی زیادہ

درد کے ساتھ میرے دل سے یہ نکل رہا ہے۔ کہ جاؤ میری بچی تمہارا اللہ حافظ ہو۔ نادان کہیں گے دیکھو یہ ایک مردہ سے باتیں کرتا ہے۔ مگر مردہ تم نہیں وہ ہے۔ نمازیں پڑھنے والے۔ اپنے رب سے رو رو کر دعائیں کرنے والے بھی کبھی مرا کرتے ہیں۔ اور تم تو بڑی دعائیں کرنے والی۔ اور دعاؤں پر یقین رکھنے والی بچی تھیں۔ اپنی موت سے دو تین گھنٹے پہلے جو بات تو نے اپنی چچیری بہن سے کہی وہ اس پر شاہد ہے۔ اس نے مجھے کہا۔ کہ میں شام کو امۃ الودود کو ملنے آئی۔ تو اس نے مجھے باتوں باتوں میں کہا۔ کہ میرے دل پر جنگ کا بہت اثر ہے۔ اور میں اس کے متعلق بہت دعائیں کرتی ہوں۔ امۃ الحمید (دلہن کا نام) تم بھی آجکل دعائیں کیا کرو۔ تو اے بچی تو جو دنیا کی تکلیف کے احساس سے اپنے رب کے آگے رویا کرتی تھی۔ تجھے اللہ تعالےٰ کب موت دے سکتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالےٰ ہماری آوازیں تیرے تک پہنچاتا رہے گا۔ اور تیری آواز ہمارے تک پہنچاتا رہے گا۔ ہماری جدائی عارضی ہے۔ اور تیری نئی جگہ یقیناً پہلی سے اچھی ہے دنیوی خیالات کے ماتحت تیری اس بے وقت موت کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا تھا کہ ؎

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اور میرے دل میں بھی ایک دفعہ یہ شعر آیا۔ مگر جب میں نے غور کیا۔ تو یہ شعر تیرے حالات کے بالکل خلاف تھا۔ تو تو اس باغ میں گئی ہے۔ جس پر کبھی خزاں ہی نہیں آتی۔ حی و قیوم خدا کی جنات عدن میں مرجھانے کا کیا ذکر۔ اے ہمارے باغ کے غنچے۔ تو کل سے اللہ تعالےٰ کے باغ کا پھول بن چکا ہے ہمارے دل مرجھا بھی سکتے ہیں۔ غمگین بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر تیرے لئے اب کوئی مرجھانا نہیں۔ اب تیرا کام یہی ہے کہ ہر روز پہلے سے زیادہ سرسبز ہو۔ پہلے سے زیادہ پر رونق ہو۔

آخری دعاء

جب تیری جان نکلی۔ تو میں ایک کونے میں جا کر سجدہ میں گر گیا تھا اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً دعا کرتا رہا۔ یہانتک کہ تجھے دفن کر کے واپس آئے۔ اور وہ دُعا یہ تھی۔ کہ اے اللہ تعالےٰ یہ ناتجربہ کار روح تیرے حضور میں آئی ہے۔ تیرے فرشتے اس کے استقبال کو آئیں۔ کہ اسے تنہائی محسوس نہ ہو۔ اس کے دادا کی روح اسے اپنی گود میں اٹھا لے۔ کہ یہ اپنے آپ کو اجنبیوں میں محسوس نہ کرے۔ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اس کے سر پر ہو کہ وہ بھی اس کے روحانی دادا ہیں اور تیری آنکھوں کے سامنے تیری جنت میں یہ بڑھے۔ یہانتک کہ تیری بخشش کی چادر اوڑھے ہوئے ہم بھی وہاں آئیں۔ اور اس کے خوش چہرہ کو دیکھ کر مسرور ہوں۔ اسی دعاء کے ساتھ میں اب بھی تجھے رخصت کرتا ہوں۔ جا میری بچی تیرا اللہ حافظ ہو ——— اللہ حافظ ہو!

مرزا محمود احمد

برطانیہ اسلامی ممالک کو آزاد کرنیکا ابھی اعلان کردے

فرانس نے جرمنی سے صلح کی جو درخواست کی ہے۔ اور شرائط صلح طلب کئے ہیں اس سے حالات زیادہ نازک ہو گئے ہیں۔ اور برطانیہ کے لئے مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ مسٹر چرچل وزیر اعظم برطانیہ نے حال میں جنگ کے متعلق جو تقریر کی ہے اس میں فرانس کے موجودہ طریق عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے جہاں یہ کہا ہے کہ برطانیہ ہر حالت میں جنگ جاری رکھے گا۔ اور آخر کار فتح ہماری ہو گی۔ وہاں یہ بھی بیان کیا ہے کہ "ہمیں تاحال معلوم نہیں۔ کہ فرانس میں کیا ہو گا۔ نہ ہی ہمیں یہ معلوم ہے۔ کہ فرانس اور سمندر پار کے فرانسیسی مقبوضات میں جرمنی کا مقابلہ جاری رکھا جائے گا۔ یا نہیں۔ اگر فرانس نے ہمارے ساتھ معاہدہ کی ذمہ واری کا احساس کرتے ہوئے جنگ کو جاری نہ رکھا۔ تو وہ ایک بڑا بھاری موقع کھو دے گا۔ اور اسے اپنے مستقبل سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ برطانیہ اور فرانس کے درمیان جو معاہدہ ہے۔ اس کی ذمہ واری سے ہم فرانس کو سبکدوش کرنے کو تیار نہیں"۔

اسی سلسلہ میں آپ نے یہ بھی کہا۔ کہ "فرانس میں، حالات چاہے کسقدر خراب کیوں نہ ہوں فرانس کی موجودہ گورنمنٹ یا کوئی اور گورنمنٹ چاہے کچھ فیصلہ کیوں نہ کرے مگر ہم جزائر برطانیہ اور برطانوی سلطنت میں رہنے والے لوگ فرانس کے لوگوں کو دوست ہی سمجھتے رہیں گے اور ان سے دوستانہ تعلقات رکھنے کی کوشش کرینگے۔ فرانس کے لوگ جو مصیبت برداشت کر رہے ہیں۔ اگر ہم پر بھی وہی مصیبت آپڑی

تعزیت کی قراردادیں

صاحبزادی امۃ الودود صاحبہ کی وفات کی اطلاع سننے پر کل مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلباء کا زیر صدارت ہیڈ ماسٹر صاحب غیر معمولی اجلاس ہوا۔ جس میں مرحومہ کی وفات پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اور تعزیت کی قرارداد پاس کی گئی (۲) تجارتی کمیٹی قادیان نے بھی جلسہ منعقد کر کے قرارداد پاس کی نیز (۳) ٹاؤن کمیٹی قادیان نے متفقہ طور پر قرارداد پاس کی ؛

تو ہم نہ صرف اسے بخوشی برداشت کریں گے بلکہ فرانس کے لوگوں کی حوصلہ مندی کی داد بھی دیں گے۔ اور اگر ہماری کوششوں کا نتیجہ ہماری فتح کی صورت میں نمودار ہوا۔ تو اس سے جو فائدہ ہوگا۔ فرانسیسی بھی اس میں حصہ دار ہوں گے۔ نہ صرف یہ بلکہ تمام ممالک کی آزادی جو اب چھن چکی ہے بحال کر دی جائے گی۔ ہمارے جو جائز مطالبات ہیں۔ ہم ان سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اور ان مطالبات میں یہ بھی شامل ہے۔ کہ چیکوسلواکیہ۔ پولینڈ۔ ناروے ہالینڈ۔ بلجیم اور دیگر ان تمام ممالک کی جنہوں نے اپنا اور ہمارا مقصد مشترکہ بنا لیا ہے۔ آزادی بحال ہو"۔

وزیر اعظم برطانیہ کے ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ برطانیہ دلیری اور شجاعت کے ساتھ آخری وقت تک مقابلہ میں کھڑے رہنے کا مصمم ارادہ کر چکی ہے۔ اور حالات خواہ کوئی صورت اختیار کریں اس راہ میں تمام مشکلات برداشت کرنے کے لئے تیار ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ فتح یاب ہونے کی صورت میں نہایت عالی حوصلگی سے کام لے گی اور فتح کے فوائد میں فرانس کو بھی حصہ دار قرار دے گی۔ خواہ وہ باہمی معاہدہ کا احساس نہ کرتے ہوئے کوئی صورت اختیار کرے پھر یہی نہیں۔ بلکہ چیکوسلواکیہ۔ پولینڈ ناروے۔ ہالینڈ۔ بلجیم وغیرہ ان ممالک کی آزادی بھی بحال کرائی جائے گی جنہوں نے اپنا اور برطانیہ کا کاز ایک بنا لیا۔ اور اس بات کو بھی صلح کے مطالبات میں داخل کیا جائے گا۔

جہاں حکومت برطانیہ کا بڑی سے بڑی مشکلات کا مقابلہ کرنے کا عزم اور فتح پانے تک لڑائی جاری رکھنے کا ارادہ ایک بہادر اور غیور قوم کے شایان شان ہے۔ وہاں مفتوح علاقوں کی آزادی بحال کرانے اور فرانس کو فتح کے فوائد میں شریک کرنے کا اعلان بھی بے حد قابل تعریف ہے۔ اس سلسلہ میں ہم ایک مشورہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر اسے منظور کر لیا گیا۔ تو برطانیہ کے لئے ہر طرح مفید اور فائدہ رساں ہوگا۔

اسوقت حالت یہ ہے۔ کہ برطانیہ کو جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی امداد کی بے حد ضرورت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ سیاسی لیڈر جو چاہیں کہتے رہیں۔ مسلمان جنگی اقوام حکومت کو کافی مدد دے رہی ہیں۔ اور دیتی رہیں گی اور عملی طور پر وہ ثابت کر رہی ہیں۔ کہ انہوں نے اپنا اور برطانیہ کا کاز مشترکہ بنا لیا ہے۔ ایسی صورت میں ضروری ہے۔ کہ ان ممالک کی آزادی بحال کرانے کا بھی برطانیہ اعلان کر دے۔ جنہیں گو موجودہ جنگ کے سلسلہ میں آزادی سے محروم نہیں کیا گیا۔ لیکن ان کی آزادی ازراہ ظلم و ستم سلب کی جا چکی ہے۔ مثلاً حبشہ۔ البانیہ۔ طرابلس۔ سومالی لینڈ وغیرہ۔ فتح یاب ہونے کی صورت میں ان ممالک کو آزاد کرانا برطانیہ کے لئے قطعاً مشکل نہ ہوگا۔ اور فتح پانے میں اس قسم کا اعلان یقیناً مفید اور موثر ثابت ہوگا۔ کیونکہ ان ممالک کے لوگ اور زیادہ جوش اور سرگرمی کے ساتھ امداد دیں گے۔

سیدہ امۃ الودود مرحومہ اپنے ایک استاد کی نظر میں

سیدہ امۃ الودود بیگم صاحبہ کے متعلق جنہیں چھ سات سال تک پڑھانے کا شرف مجھے حاصل رہا۔ ایک استاد کی حیثیت سے میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ اخلاق فاضلہ اور کامل فرمانبرداری کا مجسمہ تھیں۔ طبیعت میں کسی قسم کا تکبر یا نخوت نام کو نہ تھی۔ استاد کے منشاء پر چلنا ان کا شیوہ تھا۔ خاندانی وجاہت جو بڑے خاندانی لوگوں میں عام حالات میں کبر اور بڑائی کا موجب ہوتی ہے ان کے لئے حلم اور انکساری کا باعث تھی۔ باوجود اس کے کہ وہ بی۔ اے تک پڑھ گئیں۔ استاد کے متعلق ان کے خلاص۔ فرمانبرداری۔ ادب و احترام میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ وہ سید القوم خادمھم کی پوری پوری تصویر تھیں۔ استاد کی طرف مناسب توجہ۔ اس کی ہدایات کی پابندی۔ ان کا شیوہ تھا۔ انہی امور نے اساتذہ کے قلوب میں ان کے متعلق ایک گہرا نقش اور قدر و منزلت پیدا کر دی تھی۔ میں نے ہر وقت انہیں مطیع و فرمانبردار پایا۔ بلکہ جس نیک نیتی اور خلوص دل سے وہ میری ہدایات کی پابندی کرتیں۔ اپنے علم اور تجربہ کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ فقید المثال اور قابل تقلید شاگرد تھیں۔ ان کی زبان میں حلاوت اور طبیعت میں تحمل اور بردباری تھی۔ بہت دور اندیش اور دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنے والی تھیں بہت کم گو تھیں۔ اپنی زبان پر قابو تھا۔ اور بے ضرورت بات نہ کرتی تھیں۔ شرم و حیا کی پتلی تھیں۔ مرحومہ نہایت صاف گو۔ نیک و پاک۔ فیاض اور غریب پرور تھیں۔ مہمان نوازی تو ان کی خاندانی وراثت تھی۔ طالب علموں میں عام طور پر ایک دوسرے سے حسد کرنے کا مادہ پایا جاتا ہے۔ امۃ الودود میں بجائے حسد کرنے کے رشک کی عادت تھی۔ ان کی ہم عمر چچی جان اور دوسری جہت سے آپا سیدہ مریم صدیقہ ایک مدت سے ان کی رفیقہ تعلیم تھیں لیاقت کے لحاظ سے دونو قریباً ایک ہی درجہ پر تھیں۔ جب کبھی کسی مضمون میں عام امتحانوں میں اُن کی جانثار "چھوٹی آپا" (کہ اس لقب سے وہ انہیں پکارتی تھیں) ان سے سبقت لے جاتیں۔ تو یہ کوشش

چند کار آمد حوالے

"تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان" (مطبوعہ احمدی کشمیری بازار لاہور) مولفہ جناب نواب محمد صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی سے چند حوالجات پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱)... "اسی طرح ایک مدت سے ان کا طریقہ اس امت نے بھی اختیار کر لیا ہے۔ یہ معجزہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ فرمایا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ یعنی ارشاد کیا تھا۔ کہ اگلی امتوں کی چال پر چلوگے شبر بشبر ذراع بذراع سو اصل تقلید طریقہ یہود کا ہے۔ اس امت آخر میں یہ تقلید ایسی آگھسی ہے۔ کہ زمانہ مہدی و عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے دور ہونا اس کا محال نظر آتا ہے جب سے یہ تقلید رائے و قیاس عوام اس امت اسلامیہ نے پسند کر لی ہے۔ تیرے میرے کہنے سننے پر قناعت کر کے بیٹھ رہے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا حدیث کا سمجھنا کتاب پر چلنا سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے تب ہی سے اسلام غریب ہو گیا مسلمانوں پر ادبار آگیا۔ یہود کی طرح ذلیل و محتاج ہو گئے۔ انا للہ۔ اب ان کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے۔ کہ جب تک مثل پہاڑ بنی اسرائیل کے کسی امام مہدی ہادی یا نبی برحق کا کوڑا ان کو نہ لگے گا۔ تب تک یہ بھی اپنے عہد پر نہ چلیں گے"۔.. صفحہ ۱۰۳ (جلد اول زیر تفسیر آیت ورفعنا فوقکم الطور)

(۲)..... "یہ خصلت یہود کی اس زمانہ آخر میں درمیان اس امت اسلام کے بھی پھیل گئی ہے۔ جو کوئی اہل بدعت و رائے سے یہ کہتا ہے۔ کہ تم قرآن و حدیث پر چلو۔ اس کی جان و آبرو کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ مار ڈالنے کی فکر کرتے ہیں"۔ ... صفحہ ۱۱۹ (جلد اول)

(۳).... "۱۳۰۳ھ آگئے مسیح علیہ السلام نے اب تک نزول نہیں فرمایا۔ اہل اسلام چشم درراہ و گوش برآواز ہو رہے ہیں۔ خدا کرے کہ جلد آجاویں۔ یہ جھگڑا چک جاوے۔ کیونکہ اب آفتاب اسلام کا لب بام رہ گیا ہے"..... صفحہ ۸۵ جلد دوم (تفسیر سورۃ نساء)

(۴).... "حاصل یہ ٹھیرا۔ کہ حضرتؐ کا مرنا یا مارا جانا موجب ضعف کا دین میں سبب رجوع کا اسلام سے نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے۔ کہ سارے انبیاء جو حضرتؐ سے پہلے تھے مر چکے ہیں۔ مگر ان کے اتباع بعد ان کی موت کے دین انبیاء سے نہ پھرے"... صفحہ ۵۱۳ (تفسیر آل عمران زیر آیت وما محمد الا رسول قد خلت)

(۵)... "واللہ حال یہ ہے۔ کہ اگر موسیٰ درمیان تمہارے زندہ ہوتے تو ان کو سوائے اس کے کہ میری پیروی کریں۔ کچھ روا نہ ہوتا۔ بعض احادیث میں یوں آیا ہے۔ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی"۔... صفحہ ۲۶۱ (تفسیر سورہ آل عمران)

(۶)... "پیغمبروں کا لگاتار بعد موسےٰ علیہ السلام کے آنا بطور تبعیت تھا۔ نہ بطریق استقلال۔ زمانہ عیسوی تک متواتر نبی آتے رہے۔ شریعت ایک ہی تھی سب انبیاء طرف توریت کے بلاتے۔ جیسے شموئیل۔ الیاس۔ منشائیل۔ الیسع۔ یونس۔ زکریا۔ یحییٰ۔ شعیا۔ حزقیل۔ داؤد۔ سلیمان۔ ارمیا"۔... صفحہ ۱۱۹ بقرہ (زیر آیت وقفینا من بعدہ بالرسل)

خاکسار قریشی محمد حنیف قمر از ضلع مرشد آباد بنگال

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن۔ ۲۰ جون فرانس کے وزیر اعظم موسیو پیٹان نے ایک براڈ کاسٹ میں کہا کہ فرانس کے فوجی مصالح کا تقاضا یہی ہے کہ جنگ ختم کر دی جائے۔ جنرل ویگان نے ملک کو بچانے کی پوری کوشش کی مگر ان کی پیش نہ چل سکی۔ پچھلی جنگ میں ہمارے ساتھ ۸۵ برطانوی ڈویژن تھے۔ مگر آج صرف دس ہیں۔ اسوقت ۴۲ امریکن اور ۵۸ اطالوی ڈویژن بھی ہمارے ساتھ تھے مگر آج کوئی نہیں دشمن کی فوج تعداد میں بہت زیادہ ہے۔ اور اس کے چھ ہوائی جہازوں کے مقابلہ میں ہمارے پاس صرف ایک ہے میں نے ایک سپاہی کی طرح دل کڑا کر کے صلح کا دروازہ کھٹکھٹانا ضروری سمجھا ہے۔

لنڈن ۲۰ جون معلوم ہوا ہے۔ ۵ ہزار فرانسیسی سپاہی کوہ ایلپس کی سرحد پار کر کے سوئٹزرلینڈ بھاگ گئے ہیں

حکومت جاپان نے فرانس سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ فرانسیسی ہند چینی کے رستہ جنرل چیانگ کائی شیک کو سامان کی بہم رسانی بند نہ کی گئی۔ تو فوجی اقدام کیا جائے گا۔ اب جاپان کے دفتر خارجہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ فرانسیسی حکومت نے یہ مطالبہ مان لیا ہے۔ اور اب اس رستہ سامان نہیں جا سکے گا۔ نیز حالات کا جائزہ لینے کے لئے جاپانی انسپکٹروں کا تقرر بھی منظور کر لیا ہے۔ جاپان کی ریفارمسٹ پارٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ جاپان کو فرانسیسی ہند چینی کی حفاظت کے لئے اس پر قبضہ کر لینا چاہیئے۔

شملہ ۲۱ جون۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کی ہوائی فوج کو جتنی جلدی ممکن ہے۔ بڑھایا جا رہا ہے۔ جو لوگ ٹریننگ لے چکے ہیں۔ ان میں سے ۱۰۶ انڈین ایئر فورس۔ رائل ایئر فورس۔ اور والنٹیئر ریزرو میں لئے جا چکے ہیں۔ اور تین سو ہوا باز اور دو سو مستری اور بھرتی کئے جائیں گے۔ اس سال اس سکیم پر ۶۵ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔

واردھا ۲۱ جون کانگرس ورکنگ کمیٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ آئندہ کانگرس کو جن سرگرمیوں اور پروگرام پر عمل کرنا ہے۔ گاندھی جی کو اس کی ذمہ واری سے بری سمجھا جائے۔ کانگرس ہندوستان کی آزادی کی لڑائی میں عدم تشدد پر کاربند رہے گی۔ مگر وہ ہر بات میں گاندھی جی کی ہاں میں ہاں نہیں ملا سکتی۔ بیرونی حملہ یا اندرونی بد امنی کی صورت میں وہ جس پروگرام پر عمل کرے گی۔ گاندھی جی پر اس کی کوئی ذمہ واری نہ ہوگی۔

لنڈن ۲۱ جون۔ ٹھیک طور پر تو معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ فرانس جرمنی سے جو صلح کی بات چیت کر رہا ہے۔ اس میں کیا طے ہوا ہے۔ مگر ایک خبر مظہر ہے۔ کہ جرمنی کی طرف سے آج تیسرے پہر فرانسیسی نمائندوں کو شرائط پیش کر دی جائیں گی۔ ایک فرانسیسی خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے۔ کہ فرانسیسی نمائندوں نے کل کیبنٹ کے اجلاس میں ہدایات حاصل کر لی تھیں۔ فرانسیسی پارلیمنٹ کے پچاس ممبروں نے ایک اجلاس میں مارشل پیٹان پر کامل اعتماد کا ریزولیوشن پاس کیا۔

لنڈن ۲۱ جون حکومت آسٹریلیا نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ گولہ بارود کی تیاری پر مزید دو کروڑ پونڈ خرچ کئے جائیں گے آسٹریلیا اور کینیڈا کی پارلیمنٹوں نے اپنی حکومتوں کو جنگ کی تیاری کے پورے پورے اختیارات دے دئیے ہیں۔

شملہ ۲۱ جون پچھلے دنوں بہت سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ اور انہوں نے نوٹ بھنانے اور سیونگ بنکوں سے روپے نکلوانے شروع کر دئیے تھے۔ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ بے چینی بہت حد تک دور ہو گئی ہے اور لوگوں نے نوٹ بھنانے۔ اور بغیر کسی خاص ضرورت کے بنکوں سے روپے نکلوانے بند کر دئیے ہیں۔

دہلی ۲۱ جون۔ دہلی میں جنگی کمیٹی بنانے کے لئے آج ٹاؤن ہال میں جلسہ ہوا جس میں چیف کمشنر نے شہری پہرہ داروں کی بھرتی کے لئے اعلان کیا۔ اس غرض کے لئے شروع میں نو دستے رکھے جائیں گے۔ اور اڑھائی سو کے لگ بھگ افراد اس کام پر مقرر کئے جائیں گے۔ جنہیں چھ ہفتے ٹریننگ دی جائے گی۔ آپ نے لوگوں سے اپیل کی کہ انہیں موجودہ جنگ میں گورنمنٹ برطانیہ کی زیادہ سے زیادہ مدد کرنی چاہیئے۔

مدراس ۲۱ جون۔ مدراس گورنمنٹ نے اپنے صوبہ کے شہروں میں پہرہ دار بھرتی کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ ان کا کام یہ ہوگا کہ وہ گشت لگاتے رہیں۔ ان پہرہ داروں کے پاس چھوٹی چھوٹی لاٹھیاں ہوں گی۔ اور ہر ایک کے بازو پر بازو بند ہوگا۔

دہلی ۲۱ جون۔ ایر سندھ وار کمیٹی کے ایک جلسہ میں برطانیہ کو لڑائی میں مدد دینے کے لئے ۴۴ ہزار روپیہ کے لوگوں نے وعدے لکھوائے۔ اسیطرح جنگی قرضہ کے لئے چھ ہزار کے وعدے کئے گئے۔

لکھنؤ ۲۱ جون۔ لکھنؤ کے ہر سینما کے دروازہ پر ایک صندوقچی لگا دی گئی ہے۔ جن پر یہ لکھا ہے۔ کہ اس صندوقچی میں ایک ایک آنہ ڈال کر لوگ لڑائی میں مدد دے سکتے ہیں

استنبول ۲۱ جون۔ ترکی اپنے بچاؤ کے لئے نئی تدابیر کام میں لا رہا ہے چنانچہ بہت سے نوجوانوں کو فوج میں بلا لیا گیا ہے۔ اسلحہ بھی سرعت سے تیار کیا جا رہا ہے

لنڈن ۲۱ جون۔ فرنچ انڈیا کے گورنر نے حکومت فرانس کو ایک پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں کہا ہے۔ کہ فرانس کو لڑائی جاری رکھنی چاہیئے۔ اسی طرح اسکندریہ کے فرانسیسیوں نے جنرل ویگان۔ اور مارشل پیٹان کو کہا ہے۔ کہ لڑائی جاری رکھیں۔ آخر فتح فرانس کو ہی ہوگی

دہلی ۲۰ جون نواب صاحب چادرہ نے لڑائی کے فنڈ میں دس ہزار روپے دئیے ہیں؛

دہلی ۲۱ جون رسوڑاں ریلوے نے ۶۰ ہزار ٹن کوئلہ کے لئے ہندوستان کے سپلائی ڈیپارٹمنٹ کو آرڈر دیا ہے۔

لنڈن۔ ۲۱ جون۔ انگریزی فوجیں لیبیا کی سرحد پر اٹلی کے بہت بڑے علاقہ پر چھا گئی ہیں۔ اور انگریزوں فوجوں کی بہادری کے کارنامے لوگوں میں مشہور ہوتے جا رہے ہیں۔ چار انگریزی فولادی کاروں نے دشمن پر زبردست حملے کئے جن کے نتیجہ میں بعض اطالوی افسر گرفتار کرنے گئے۔ جن میں سے ایک جرنیل بھی ہے

واشنگٹن۔ ۲۱ جون۔ کانگرس نے ایک بل پاس کیا ہے۔ جس کے رو سے اٹھارہ سے ۶۵ برس تک کی عمر کے تمام لوگوں کے لئے فوجی ٹریننگ لازمی قرار دے دی گئی ہے۔

لنڈن ۲۱ جون۔ کل رات جرمنی کا کوئی ہوائی جہاز انگلستان پر حملہ کرنے کے لئے نہیں آیا۔ اس کے مقابلہ میں انگریزی جہازوں نے بہت بڑی تعداد میں دشمن کے مقامات پر حملے کئے۔ جو بہت کامیاب رہے۔ اس حملہ میں صرف دو انگریزی جہازوں کا پتہ نہیں چل سکا؛

لنڈن ۲۱ جون۔ منگل اور بدھ کو جرمنی نے برطانیہ پر جو ہوائی حملے کئے تھے۔ اس کے نتیجہ میں ۱۷ جرمن ہوا باز قیدی بنا لئے گئے ہیں۔ اس حملہ میں بہت سے جرمن ہوائی جہاز نیچے گرا لئے گئے ہیں۔ اور گو حملہ میں ایک سو جہازوں نے حصہ لیا تھا۔ مگر وہ کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا سکے۔

لنڈن ۲۱ جون۔ ابھی تک نہیں کہا جا سکتا کہ فرانس اور جرمنی کی صلح کی بات چیت کہاں تک پہنچی ہے مگر ہٹلر نے صلح کی شرطیں بتا دی ہیں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی